بیسواں باب

اذان وتکبیر کے الفاظ

شریعت میں اذان واقامت کے (تکبیر) الفاظ اوراحکام قریباً یکساں ہیں، جوالفاظ اذان کے ہیں، وہ ہی تکبیر کے۔صرف حی علی الفلاح کے بعدقد قامت الصلوٰۃ دوبارزیادہ ہے،ترجیع اذان میں ہے نہ اقامت میں، اذان کےکل پندرہ کلمے ہیں اوراقامت کےسترہ کلمے۔جیسا کہ عام طور پرمسلمانوں میں رائج ہے۔مگرغیرمقلدوہابیوں کی اذان بھی اس اذان سے علیحدہ ہےاوراقامت بھی اس اقامت کےسواہے،وہ اذان کی دونوں شہادتوں کودودوبار کی بجائے چارچار بارکہتے ہیں،اولاً دوبارآہستہ پھربلندآواز سے اسے ترجیع کہتے ہیں،یعنی پہلے اشھد ان لا الہ الا اللہ آہستہ کہتے ہیں پھرچیخ کر۔ایسے ہی اشھد ان محمدا رسول اللہ کواس حساب سے ان کے نزدیک اذان کے کلمات پندرہ کے بجائے انیس ہیں اوراقامت (تکبیر) کے کلمات ایک ایک بارکہتے ہیں اس طرح کہ دونوں شہادتیں اورحی علی الصلوٰۃ اورحی علی الفلاح ۔ایک ایک بار۔ان کے نزدیک اقامت کےکلمات بجائے سترہ کے تیرہ ہیں۔اوردعویٰ کرتے ہیں کہ اسلامی اذان واقامت وہ ہی ہے جوہم کہتے ہیں۔اورحضرت امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ پراس وجہ سے لعن طن کرتے ہیں اوراس ذات کریم کوگالیاں دیتے ہیں،پہلی فصل میں اس مروجہ اسلامی اذان کاثبوت،دوسری فصل میں اس پراعتراضات مع جوابات اللہ رسول قبول فرماوے۔

پہلی فصل

موجودہ اذان واقامت کا ثبوت

حق یہ ہے کہ اذان اقامت کےکلمات دودوہیں، نہ اذان میں ترجیع ہے،نہ اقامت (تکبیر) کےکلمات ایک ایک۔پہلی تکبیرچاربارآخرمیں کلمہ لا الہ الا اللہ ایک بار،باقی تمام الفاظ دودودلائل حسب ذیل ہیں:

حدیث ۱تا۲: ابوداؤد،نسائی،ابن خزیمہ،ابن حبان،بیہقی،دارقطنی نے سیدنا عبداللہ ابن عمررضی اللہ عنہما سے روایت کی:

انما کان الاذان علٰی عھد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مرتین مرتین والا قامۃ مرۃ

مرۃ غیر انہٗ یقول قد قامت الصلوٰۃ الخo

ترجمہ: وہ فرماتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں اذان کے کلمات دودو بار تھے اور تکبیر ایک ایک بار اس کے سوا کہ تکبیر میں قد قامت الصلوۃ بھی کہتے تھے۔

اس حدیث کے متعلق ابن جوزی جیسے ناقد کہتے ہیں:

ھٰذا اسناد صحیح سعید المقبری وثقہ ابن حبان وغیرہo (بہاری)

ترجمہ: یہ اسناد صحیح ہے۔سعید المقبری کی ابن حبان نے توثیق کی۔

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ اذان میں ترجیع نہیں ورنہ اذان کے کلمات دو دو نہ ہوتے شہادتیں چار چار بار ہوتیں، اقامت کے ایک بار ہونے کا جواب دوسری فصل میں عرض کیا جاوے گا۔

حدیث۷: طبرانی نے معجم اوسط میں ابومحذورہ مؤذن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پوتے حضرت ابراہیم ابن اسماعیل ابن عبدالمالک ابن ابی محذورہ سے روایت کی:

قال سمعت جدی عبدالمٰلك ابن ابی محذورۃ یقول انہٗ سمع اباہٗ ابا محذورۃ یقول القی علی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم الاذان حرفا حرفا اللہ اکبر اللہ اکبر الٰی آخرہٖ ولم یذکر فیہ ترجیعاo

ترجمہ: فرماتے ہیں کہ میں نے اپنے دادا عبدالمالک ابن ابی محذورہ کو سنا وہ فرماتے تھے، کہ انہوں نے اپنے والد ابو محذورکو فرماتے سنا کہ حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے اذان کا ایک ایک لفظ بتایا، اللہ اکبر اللہ اکبر آخر تک اس میں ترجیع کا ذکر نہ فرمایا۔

اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ اذان میں ترجیع کا حکم حضور نے نہ دیا لہٰذا ترجیع سنت کے خلاف ہے۔

حدیث۸،۹: ابن ابی شیبہ، ترمذی نے حضرت ابن ابی لیلٰی تابعی سے کچھ اختلاف الفاظ سے روایت کی:

قال کان عبداللہ ابن زید الانصاری موذن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یشفع الاذان والا قامۃo

ترجمہ: فرماتے ہیں کہ، عبداللہ ابن زید انصاری حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے مؤذن اذان اور تکبیر دودو بار کہتے تھے۔

اس حدیث سے دو مسئلہ معلوم ہوئے ایک یہ کہ اذان میں ترجیع نہیں، دوسرے یہ کہ اقامت یعنی تکبیر کے کلمات دو دو بار کہے جاویں، نہ کہ ایک ایک بار۔

حدیث۱۰: بیہقی نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت کی:

انہٗ کان یقول الاذان مثنیٰ مثنٰی و الا قامة مثنیٰ مثنٰی ومر برجل یقیم مرة فقال اجعلها مثنٰی مثنٰی لا ام لكo

ترجمہ: آپ فرماتے تھے، کہ اذان بھی دو دو بار ہے تکبیر بھی دو دو بار، آپ (حضرت علی رضی اللہ عنہ) ایک شخص پر گزرے جو اقامت ایک ایک بار کہہ رہا تھا۔ تو آپ نے فرمایا اسے دو دو بار کر تیری ماں نہ رہے۔

حدیث۱۱: ابوداؤد شریف نے حضرت معاذ ابن جبل سے ایک طویل حدیث بیان فرمائی جس میں عبداللہ ابن زید انصاری کے خواب کا واقعہ مذکور ہے، جو انہوں نے اذان کے متعلق دیکھا تھا، انہوں نے حضور کی خدمت میں آ کر عرض کیا، کہ میں نے فرشتے کو خواب میں دیکھا، جس نے قبلہ کی طرف منہ کر کے الله اکبر ، الله اکبر اشهد ان لا اله الا الله الخ کہا پھر کچھ ٹھہر کر اذان کی طرح تکبیر بھی کہی الخ۔

حدیث کے آخری الفاظ یہ ہیں:

قال فقال رسول الله صلی الله علیه وسلم لقنها بلالا فاذن بهاo

ترجمہ: راوی کہتے ہیں، کہ حضور نے عبداللہ سے فرمایا یہ اذان حضرت بلال پر تلقین کرو، پس حضرت بلال نے اذان انہی کلمات سے دی۔

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ نہ تو خواب والے فرشتے نے اذان میں ترجیع کی تعلیم دی نہ اسلام کی پہلی اذان میں ترجیع تھی جو حضرت بلال نے حضور کی موجودگی میں عبداللہ ابن زید کی تعلیم سے کہی۔ یہ بھی معلوم ہوا کہ اقامت بھی اذان کی طرح دو دو بار ہے۔ لیکن اس میں قد قامت الصلوٰة بھی ہے۔

حدیث۱۲،۱۳: ابن ابی شیبہ اور بیہقی نے عبدالرحمٰن ابن ابی لیلیٰ سے روایت کی:

قال حدثنا اصحاب محمد صلی الله علیه وسلم ان عبدالله ابن زید الانصاری جاء الی النبی صلی الله علیه وسلم فقال یا رسول الله صلی الله علیك وسلم رایت فی المنام

کان رجلا قام وعلیہ بردان اخضران فقام علٰی حائط فاذن مثنیٰ مثنٰی واقام مثنٰی مثنیٰo

ترجمہ: فرماتے ہیں کہ ہم کو حضور کے بہت صحابہ نے خبر دی کہ عبداللہ ابن زید انصاری حضور کی خدمت میں حاضر ہوئے، اورعرض کیا کہ میں نے خواب میں دیکھا، جیسے ایک مرد کھڑا ہوا اس پر دو سبز کپڑے ہیں۔ پس وہ دیوار پر کھڑا ہوا اور اذان بھی دو دو بار کہی، تکبیر بھی دو دو بار کہی۔

خیال رہے کہ اذان کی تعلیم رب تعالٰی نے صحابہ کرام کو خواب میں فرشتہ کے ذریعہ دی اس خواب میں نہ تو اذان میں ترجیع ہے، نہ اقامت ایک ایک بار۔ معلوم ہوا کہ حنفی اذان وتکبیر وہ ہے، جس کی رب نے تعلیم دی۔

حدیث ۱۴،۱۶: دار قطنی، عبدالرزاق، طحاوی شریف نے حضرت اسوا بن یزید سے روایت کی:

ان بلالا کان یثنی الاذان ویثنی الاقامۃ وکان یبدء بالتکبیر ویختم بالتکبیرo

ترجمہ: بے شک حضرت بلال اذان بھی دو دو بار کہتے تھے اور اقامت بھی دو دو بار، ان دونوں کو تکبیر سے ہی شروع کرتے تھے تکبیر پر ہی ختم کرتے تھے۔

حدیث ۱۷: طبرانی نے اپنی کتاب مسند الشامیین میں حضرت جنادہ ابن ابی امیہ سے روایت کی:

عن بلال انہٗ کان یجعل الاذان والاقامۃ سواء مثنٰی مثنیٰo

ترجمہ: وہ حضرت بلال سے روایت کرتے ہیں کہ وہ اذان واقامت دونوں برابر کہتے تھے یعنی دو دو بار۔

حدیث ۱۸: دار قطنی نے حضرت ابوجحیفہ سے روایت کی:

ان بلالا کان یوذن للنبی صلی اللہ علیہ وسلم مثنٰی مثنٰی ویقیم مثنٰی مثنیٰo

ترجمہ: حضرت بلال حضور انور ﷺ کے سامنے اذان دو دو بار کہتے تھے، اور اقامت دو دو بار۔

حدیث ۱۹: طحاوی نے حضرت حماد ابن ابراہیم سے روایت کی:

قال کان ثوبان یوذن مثنٰی مثنیٰo

ترجمہ: حضرت ثوبان اذان دو دو بار کہتے تھے۔

حدیث ۲۰: طحاوی نے حضرت عبید مولٰی سلمہ ابن اکوع سے روایت کی:

ان سلمة ابن الاکوع کان یثنی الاقامةo

ترجمہ: حضرت سلمہ ابن اکوع رضی اللہ عنہ اقامت دودوبار کہتے تھے۔

ہم نے یہ بیس حدیثیں بطور نمونہ پیش کیں، ورنہ اس کے متعلق بہت زیادہ احادیث ہیں، اگر تفصیل دیکھنی ہوتو صحیح البہاری، طحاوی شریف وغیرہ کا مطالعہ فرماؤ، ان احادیث سے حسب ذیل چیزیں معلوم ہوئیں:

(۱) عبداللہ ابن زید ابن عبداللہ ابن ثعلبہ رضی اللہ عنہ کا خواب جو اسلامی اذان کی اصل ہے، اس میں نہ تو ترجیع کا ذکر ہے نہ اقامت ایک ایک بار کا، بلکہ وہ ہی اذان وتکبیر مذکور ہے جو عام طور پر رائج ہے۔

(۲) فرشتے نے جو اذان کی تعلیم دی، اس میں ترجیع بھی نہیں، اور اقامت ایک ایک بار بھی نہیں، وہ ہماری اذان ہے۔

(۲) حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے مشہور مؤذن حضرت بلال، حضرت ثوبان وغیرہ ہم ہمیشہ وہ ہی اذان واقامت کہتے تھے جو عام مسلمانوں میں مروج ہے، یعنی حنفی اذان واقامت۔

(۳) حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے مشہور مؤذن حضرت بلال، حضرت ثوبان وغیرہ ہم ہمیشہ وہ ہی اذان واقامت کہتے تھے جو عام مسلمانوں میں مروج ہے، یعنی حنفی اذان واقامت۔

(۴) جلیل القدر صحابہ وتابعین جیسے حضرت علی، عبداللہ ابن عمر، سلمہ ابن اکوع، عبداللہ ابن زید، ابراہیم نخعی، حضرت عبید، ابوحیفہ وغیرہ ہم رضی اللہ عنہم یہ ہی اذان کہتے اور کہلواتے تھے جو مروجہ ہے، ترجیع یا اقامت ایک ایک بار کے قائل نہ تھے۔

(۵) حضرت علی مرتضٰی رضی اللہ عنہ ایک ایک اقامت کہنے والے پر ناراض ہوتے تھے دودو بار کہلواتے تھے، اگر ترجیع یا اقامت ایک ایک بار سنت ہوتی، تو یہ حضرات جو مزاج شناس رسول، سنت کے متبع، بدعت سے متنفر تھے، انہوں نے اس کو کیوں ترک کیا، اور کرنے والوں کو کیوں روکا اور ان پر کیوں ملامت کی۔

عقلی دلائل: عقل کا تقاضا بھی یہ ہے کہ اذان کی شہادتوں میں ترجیع نہ ہو، کیونکہ اذان میں اصل چیز صلوٰۃ اور فلاح ہے، کہ اذان نماز ہی کے ارکان ودعوت کے لئے ہے، باقی کلمات تکبیر وشہادت وغیرہ برکت یا تمہید یا نماز کی ترغیب کے لئے ہیں، جب صلوٰۃ اور فلاح میں تکرار اور ترجیع نہیں جو اصل اذان ہے تو ان کلمات میں بھی ترجیع نہ ہونی چاہئے جو اس کے تابع ہیں۔

دوسرے یہ کہ اذان کا مقصد ہے، نماز کی عام اطلاع، اس لئے اذان بلند مقام پر اونچی آواز سے کہنی چاہیے کانوں میں انگلیاں لگائی جاویں تا کہ آواز خوب اونچی نکلے اب ان دوشہادتوں کو اولاً آہستہ آہستہ کہنا مقصد اذان کے بالکل خلاف ہے۔اس کا ہر کلمہ بلند آواز سے چاہیئے۔دیکھو اذان کے اول میں تکبیر چار دفعہ کہی جاتی ہے۔مگر چاروں بار خوب اونچی آواز سے۔اگر شہادتیں بھی چار دفعہ ہوتیں تو چاروں بار اونچی آواز سے ہوتیں۔

تیسرے یہ کہ اقامت اذان ہی کی طرح ہے حتیٰ کہ اسے بعض احادیث میں اذان فرمایا گیا کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ارشاد فرمایا: بین کل اذانین صلوٰۃ ''ہر دو اذانوں کے درمیان نماز ہے'' یعنی اذان و اقامت کے درمیان۔ہاں فرق صرف قد قامت الصلوٰۃ کا ہے کہ اقامت میں ہے اذان میں نہیں، تو چاہیئے کہ اقامت کے الفاظ بھی اذان کی طرح دو دو بار ہوں۔

چوتھے یہ کہ اذان میں بعض الفاظ مکرر آئے ہیں، کہ اول میں بھی اور آخر میں بھی، جیسے تکبیر اور کلمہ اور بعض الفاظ غیر مکرر ہیں، کہ صرف ایک جگہ آئے جیسے صلوٰۃ فلاح، جو الفاظ مکرر ہیں وہ پہلی بار دو گنے ہیں، دوسری بار اس کے نصف تکبیر پہلی بار چار دفعہ ہے اور پچھلی بار دو دفعہ، شہادت توحید پہلی بار دو دو دفعہ ہے، تو آخر بار ایک دفعہ۔تو چاہیئے کہ تکبیر میں بھی ایسا ہی ہو۔لہٰذا حنفی اذان و اقامت جو آج عام مسلمانوں میں رائج ہے بالکل صحیح اور سنت کے مطابق ہے۔اس پر طعن کرنا جہالت وحماقت ہے۔

دوسری فصل

اس مسئلہ پر اعتراضات مع جوابات

حنفی اذان و اقامت پر غیر مقلد وہابی اب تک جو اعتراضات کر سکے ہیں اور جن کی اطلاع ہم کو پہنچی ہے، وہ تمام مع جوابات عرض کرتے ہیں، اگر آئندہ اور نئے اعتراضات ہمارے علم میں آئے تو انشاءاللہ دوسرے ایڈیشن میں ان کے جوابات بھی عرض کر دیے جائیں گے۔

اعتراض۱: مسلم شریف نے حضرت ابو محذورہ رضی اللہ عنہ سے پوری اذان کی حدیث نقل کی، کہ حضور ﷺ نے انہیں بنفس نفیس اذان کی تلقین فرمائی۔اس کے بعض الفاظ یہ ہیں:

ثم تعود فتقول اشھد ان لا الہ الا اللہ اشھد ان لا الہ الا اللہ اشھد ان محمد رسول اللہ

اشھد ان محمدا رسول اللہo

ترجمہ: دونوں شہادتوں کے بعد پھر بولو اور کہو اشھد ان لا الہ الا اللہ الخ۔

اس سے معلوم ہوا کہ خود حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت ابو محذورہ کو اذان کی شہادتیں میں ترجیع سکھائی، لہٰذا اذان میں ترجیع سنت ہے۔

جواب: اس اعتراض کے چند جواب ہیں: ایک یہ کہ حضرت ابو محذورہ رضی اللہ عنہ کی روایات سخت متعارض ہیں اس حدیث میں تو وہ ترجیع کا ذکر فرماتے ہیں، اور ان ہی کی جو روایت ہم پہلی فصل میں بحوالہ طبرانی پیش کر چکے ہیں اس میں ترجیع کا ذکر بالکل نہیں، طحاوی شریف نے انہیں ابی محذورہ سے جو حدیث نقل کی اس میں اول اذان میں بجائے چار کے دو بار تکبیر کا ذکر ہے۔ لہٰذا ابو محذورہ کی روایت تعارض کی وجہ سے نا قابل عمل ہے جیسا کہ تعارض کا حکم ہے۔

دوسرے یہ کہ حضرت ابو محذورہ کی یہ ترجیع والی حدیث تمام ان مشہور حدیثوں کے خلاف ہے۔ جو ہم پہلی فصل مین پیش کر چکے ہیں، جن میں ترجیع کا ذکر نہیں، لہٰذا وہ احادیث مشہورہ قابل عمل ہیں نہ کہ یہ حدیث واحد۔

تیسرے یہ کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے مشہور مؤذن حضرت بلال اور حضرت ثوبان رضی اللہ عنہما ہیں۔ انہوں نے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے زمانہ میں اور بعد میں کبھی اذان میں ترجیع نہ فرمائی۔ لہٰذا ان کا عمل زیادہ قابل قبول ہے۔ چوتھے یہ کہ اس حدیث ابو محذور کو عام صحابہ نے ترک کر دیا ان کا عمل ترجیع نہ تھا بلکہ ترجیع کے خلاف تھا لہٰذا وہی زیادہ قوی ہے۔

پانچویں یہ کہ یہ حدیث ابو محذورہ قیاس شرعی کے بھی خلاف ہے اور ہماری پیش کردہ احادیث قیاس کے مطابق، لہٰذا وہ احادیث قابل عمل ہیں نہ کہ یہ حدیث، جیسا کہ تعارض کا حکم ہے۔

چھٹے وہ جواب ہے جو عنایہ شرح ہدایہ نے دیا کہ سیدنا ابو محذورہ کو زمانہ کفر میں توحید و رسالت سے سخت نفرت تھی اور حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی بہت مخالفت، جب یہ اسلام لائے اور حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے انہیں اذان دینے کا حکم دیا تو انہوں نے شرم کی وجہ سے اشھد ان لا الہ الا اللہ اور اشھد ان محمد رسول اللہ آہستہ آہستہ کہا۔ بلند آواز سے نہ کہا، تو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے انہیں دوبارہ بلند آواز سے یہ کلمات ادا کرنے کا حکم دیا یہ دوبارہ کہلوانا اس وقت تھا، تعلیم کے لئے اور شرم دور کرنے کے لئے، لہٰذا یہ حکم عارضی ہے۔ جیسے اگر آج کوئی شخص آہستہ اذان کہہ

دے تو دوبارہ بلند آواز سے کہلوائی جاتی ہے۔ اس صورت میں ابومحذورہ رضی اللہ عنہ کی یہ حدیث ہماری پہلی فصل کی حدیثوں کے خلاف نہیں۔

ساتویں وہ جواب ہے جو فتح القدیر نے دیا کہ حضرت ابومحذورہ نے یہ دونوں شہادتیں بغیر مد کے کہہ دی تھیں، اس لئے دوبارہ مد کے ساتھ کہلوائیں۔ بہرحال یہ ترجیع ایک خصوصی واقعہ تھا نہ کہ سنت اسلام۔

اعتراض۲: ابوداؤد، نسائی اور دارمی نے حضرت ابومحذورہ سے روایت کی:

ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم الاذان تسع عشرۃ کلمۃ والا قامۃ سبع عشرۃ کلمۃ○

ترجمہ: بے شک نبی صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے انہیں اذان ۱۹ کلمے اور تکبیر ۱۷ کلمے سکھائے۔

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ اذان کے کلمے انیس ہیں، یہ ترجیع سے ہی بنتے ہیں، اگر اذان میں ترجیع نہ ہو، تو کل پندرہ کلمے ہیں۔ لہٰذا ترجیع اذان میں چاہئے۔

جواب: اس کے چند جواب ہیں: ایک یہ کہ یہ حدیث آپ کے بھی خلاف ہے۔ کیونکہ اگر اس حدیث سے اذان میں ترجیع ثابت ہوتی ہے تو اس سے یہ بھی ثابت ہوا کہ اقامت کے کلمات دو دو بارہ ہیں۔ اگر تمہاری طرح ایک ایک بار کلمات ہوتے تو اس کے کلمات بجائے سترہ کے تیرہ ہوتے، کیا آدھی حدیث پر ایمان لاتے ہو آدھی کے انکاری ہو۔

ترجیع اذان کے تمام وہ جوابات ہیں جو اعتراض نمبر ۱ کے ماتحت گزر گئے، کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے حضرت ابومحذورہ کو ترجیع ایک خاص وجہ سے تعلیم دی تھی۔ وغیرہ

اعتراض۳: مسلم و بخاری نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کی:

قال ذکرو النار والناقوس فذکروا الیھود والنصارٰی فامر بلال ان یشفع الاذان ویوتر الا قامۃ○

ترجمہ: فرماتے ہیں کہ صحابہ نے اعلان نماز کیلئے آگ اور ناقوس کی تجویز کی تو یہود وعیسائیوں کا ذکر بھی کیا کہ وہ بھی ان چیزوں سے اعلان عبادت کرتے ہیں تو حضرت بلال کو حکم دیا گیا کہ اذان دو دو بار کہیں اور اقامت ایک ایک بار۔

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ اقامت کے کلمات ایک ایک بار کہے جاویں۔

جواب: اس کے چند جواب ہیں: ایک یہ کہ یہ حدیث تمہارے بھی خلاف ہے کیونکہ اس سے معلوم ہوا کہ اقامت کے سارے کلمات ایک ایک بار ہوں۔ مگر تم کہتے ہو کہ اقامت میں اولاً تکبیر چار بار ہو۔ قد قامت الصلوٰۃ دوبار ہو پھر تکبیر دوبار ہو لہٰذا جو جواب تمہارا ہے وہ ہی ہمارا۔ اگر کہو کہ دوسری حدیثوں میں قد قامت الصلوٰۃ کو دوبار کہنے کا حکم ہے تو حنفی کہیں گے کہ دوسری احادیث میں یہ بھی ہے کہ اقامت کے تمامی کلمات دو بار کہے جاویں وہ احادیث قابل عمل کیوں نہیں؟

دوسرے یہ کہ اس حدیث میں حضرت عبداللہ ابن زید کے خواب کا بالکل ذکر نہیں، بلکہ فرمایا گیا کہ جب صحابہ نے آگ یا ناقوس کے زریعہ اعلان نماز کا مشورہ کیا اور بعض صحابہ نے فرمایا کہ اس میں یہود ونصاریٰ سے مشابہت ہے اسلامی اعلان ان کے خلاف چاہیئے تو فوراً ہی حضرت بلال کو اذان واقامت کا حکم دیا گیا تو اس اذان واقامت سے موجودہ مروجہ شرعی اذان مراد نہیں بلکہ لغوی اذان یعنی اعلان نماز مراد ہے جو محلّہ میں جا کر کیا جاوے اور اقامت سے مراد بوقت جماعت مسجد والوں کو جمع کرنے کے لئے کیا جاوے کہ آجاؤ جماعت کھڑی ہورہی ہے۔ چونکہ یہ اعلان ایک ہی بار کافی تھا۔ اس لئے ایک بار کا ذکر ہوا، پھر اس کے بعد عبداللہ ابن زید رضی اللہ عنہ کے خواب کا واقعہ پیش آیا۔ جس سے مروجہ اذان واقامت قائم کی گئی وہ اعلانات چھوڑ دیے گئے۔

تیسرے یہ کہ حضرت عبداللہ ابن زید کے خواب میں فرشتے نے جو اقامت کی تعلیم دی اس میں الفاظ واقامت دودو بار ہیں۔ اور وہ خواب ہی اذان واقامت کی اصل ہے۔ لہٰذا وہ ہی روایت قابل عمل ہے۔ دوسری روایات جو اس کے خلاف ہیں، واجب التاویل ہیں یا نا قابل عمل۔ خیال رہے کہ یہ خواب صرف حضرت عبداللہ کا نہیں بلکہ ان کے علاوہ سات صحابہ نے بھی یہ ہی خواب دیکھا۔ گویا یہ حدیث متواتر کے حکم میں ہوگئی۔

چوتھے یہ کہ روایات کا اسی پر اتفاق ہے، کہ حضرت بلال اور ابن ام مکتوم نے اذان میں ترجیع اپنے آخر دم تک نہ کی۔ دیکھو مرقاۃ شرح مشکوٰۃ، نیز ان بزرگوں کی اقامت میں اقامت کے کلمات دودو ہی رہے۔ تو یہ کیسے ہوسکتا ہے۔ کہ حضرت بلال جیسے مشہور مؤذن اور حضرت ابن ام مکتوم اپنی ساری عمر نہ تو اذان میں ترجیع کریں نہ تکبیر کے کلمات ایک ایک بار کہیں، حالانکہ انہیں حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے یہ حکم دیا ہو۔ لہٰذا ترجیع وغیرہ کی ساری روایتیں واجب التاویل ہیں۔

پانچویں یہ کہ یہ روایات قیاس شرعی کے مخالف ہیں اور ہماری پیش کردہ احادیث قیاس کے موافق، لہٰذا انہیں کو

ترجیح ہوگی۔ جب احادیث میں تعارض ہوتو قیاس سے ترجیح ہوتی ہے۔ دیکھوحضرت ابو ہریرہ سے روایت ہے کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا: الوضوء مما مسته النار ''آگ کی پکی چیز استعمال کرنے سے وضوواجب ہے۔'' دوسری روایت میں آیا کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے گوشت کھا کر نماز پڑھی، وضو نہ فرمایا: ان احادیث میں تعارض ہوا، تو قیاس کی وجہ سے دوسری حدیث کو ترجیح ہوئی، اب کوئی نہیں کہتا کہ کھانا کھانے سے وضو ٹوٹ جاتا ہے، یہ کلی قانون ہے۔